پیغمبرِ اسلام بحیثیت معلّمِ اخلاق

ڈاکٹر عبد الرشید ایم اے، گولڈ میڈلسٹ - جامعہ کراچی

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِی ‏ وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ ‏ کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

عرب کے مشہور شاعر حسان بن ثابت کے یہ وہ اشعار ہیں جو انہوں نے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ کبھی کسی کو حسین نہیں دیکھا، اور عورتوں نے آپؐ سے زیادہ کوئی صاحبِ جمال نہیں جنا۔ آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا، گویا کہ آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے۔ شاعر کا یہ کہنا کہ آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا، اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و خصائل اور صفاتِ جمال میں اعلیٰ و اشرف ہے اور وہ تمام کمالات جن کا عالمِ امکان میں تصوّر ممکن ہے، سب کے سب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔

جہاں تک آپ کی اس حیثیت کا تعلق ہے کہ آپ نے معلّمِ اخلاق بن کر انسانیت کی فلاح کے لیے ایک ضابطۂ اخلاق پیش کیا اور ایسا ضابطہ جس کی بنیاد قرآن ہے جیسا کہ آپ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ضابطۂ اخلاق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:-

کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ یعنی جو کچھ قرآن میں اخلاق و صفاتِ محمودہ مذکور ہیں، ان سب سے آپؐ متصف تھے۔ اسی لیے قرآن نے آپ کی ہر بات کو اپنی بات قرار دیا اور واضح کر دیا کہ آپ جس طرح کے اخلاق کی تعلیم دیں گے وہ عین قرآن ہے:-

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

"وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، ان کے تمام اقوال و افعال اللہ کی مرضی کے مطابق ہیں"

تو آیئے اس روشنی میں پیغمبرِ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مطالعہ بحیثیت مُعلّمِ اخلاق کرتے ہیں،

پیغمبرِ اسلام کے اخلاق کی بنیاد پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو قرآن کے پس منظر میں معلمِ اخلاق کی حیثیت سے پیش کیا۔ قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل میں اسلام نے ایک مکمل ضابطہ اخلاق پیش کر دیا ہے۔ جس کی پیغمبرِ اسلام نے بحیثیت معلمِ اخلاق اپنی زندگی میں سب کے سامنے وضاحت کر دی ہے۔ یوں تو کم و بیش وہ بارہ اخلاقی قدریں ہیں لیکن اس مقالہ میں ان میں سے چند ایک کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اگر کم از کم ان اخلاقی قدروں کو ہی ہم اپنے معاشرے کا جزو بنا دیں تو ہمارا یہ معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن کر اُبھر سکتا ہے۔

عدل و انصاف اور معلّمِ اخلاق کسی بھی معاشرے میں عدل و انصاف کا اہم مقام ہوتا ہے اور یہی معاشرے کو سنوارنے اور بگاڑنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام نے اس کا ہمیں کیا درس دیا۔ ملاحظہ ہو:-

غزوۂ بدر کے قیدی مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں، اُن میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی شامل ہیں۔ انصار نے اس خیال سے کہ وہ آپ کے قریبی عزیز ہیں، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ اجازت دیں تو اُن کا زرِ فدیہ معاف کر دیا جائے۔ معلّمِ اخلاق نے فرمایا ہرگز نہیں، ایک درہم بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

طلبا اور معلّمِ اخلاق آج ہمارے معاشرے میں اُستاد و شاگرد کے درمیان ایک خلیج حائل ہے اور دن بدن یہ وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس خلیج کو پاٹنے میں اساتذہ کیا کردار ادا کر سکتے ہیں اور اس میں طلبا کے لیے کیا جذبہ ہونا چاہیے معلّمِ اخلاق کا عملی مظاہرہ موجود ہے۔

آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس قدر محبت تھی کہ جب آتیں تو فرطِ محبت میں کھڑے ہو جاتے، پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ لیکن جب اتنی عزیز بیٹی

نے ایک کنیز فراہم کرنے کی درخواست کی تو ارشاد ہوا "ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک اُن کا بندوبست نہ ہو جائے میں دوسری جانب توجہ نہیں دے سکتا"۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر فرمایا۔ "یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ دباتے پھریں"۔

وعدہ کی پابندی اور معلم اخلاق غزوۂ بدر میں کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی تھی۔ ایسے موقعوں پر کسی بھی سپہ سالار کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ جس قدر فوج میں اضافہ ہو سکے بہتر ہے، لیکن آپؐ نے اس موقع پر اخلاق ہی کا درس دیا۔

حذیفہ بن الیمان اور حسیل دو صحابی مکہ سے آرہے تھے، راستے میں کفار نے روکا اور اس شرط پر چھوڑا کہ جنگ میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دیں گے۔ ان دونوں نے جب حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتِ حال بیان کی تو آپؐ نے فرمایا، وعدہ کی پابندی ضروری ہے۔ ہمیں صرف خدا کی مدد پر بھروسہ ہے۔

تواضع و انکساری اور معلم اخلاق ہمارے معاشرے میں آج کل خاص و عام کا اتنا فرق ہے کہ ایک چپراسی اپنے افسر کے سامنے دن میں بار بار کھڑا ہوتا ہے۔ جونہی صاحب تشریف لائیں، چپراسی کے لیے ضروری ہے کہ اُن کی تعظیم میں کھڑا ہو جائے۔ جتنی مرتبہ آمنا سامنا ہوگا، اس بیچارے کو یہ پریڈ کرنی ہوگی۔ لیکن معلم اخلاق نے تو خود اپنی غیر ضروری تعظیم سے منع فرمادیا۔ ایک دفعہ گھر سے باہر تشریف لائے لوگوں نے تعظیماً کھڑا ہونا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "اہلِ عجم کی طرح تعظیم کے لیے نہ اُٹھو"۔

والدین اور معلم اخلاق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ (ترجمہ) اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔ پیغمبر اسلام کے حقیقی والدین موجود نہ تھے لیکن رضاعی والدین کے ساتھ آپ کا جو برتاؤ تھا اور جس اخلاق سے آپ اُن سے پیش آئے، اس کا ثبوت ابوداؤد کی یہ روایت ہے:-

آپ تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ آپؐ نے اُن کے لیے چادر کا ایک کونہ بچھا دیا۔ پھر آپ کی رضاعی والدہ تشریف لائیں تو آپؐ نے دوسرا کونہ اُن کے لیے بچھا

دیا اور یہاں تک کہ جب آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر ایک صحابی کے دریافت کرنے پر تین مرتبہ فرمایا کہ والدہ کے سامنے نیکی کرو، پھر والد کے سامنے، اور پھر جو اُن کے قریب تر ہوں۔

درگزر اور معلم اخلاق

عبداللہ بن ابی، عمر بھر منافقت پر قائم رہا اور ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشیں کرتا رہا۔ غزوۂ احد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدانِ جنگ سے ہٹ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگانے والوں میں آگے آگے تھا۔ لیکن کیا معلمِ اخلاق نے اُس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی؟ اور نہ صرف یہ بلکہ فرمایا: اگر مجھے اختیار دیا جاتا اور معلوم ہوتا کہ میں ستر مرتبہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھوں تو یہ بخش دیا جائے گا تو میں اس سے بھی زیادہ کرتا۔ معافی اور درگزر کی اس سے بڑھ کر تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے۔

مزید ملاحظہ کیجیے کہ سفرِ طائف میں آپ پر پتھروں کی بارش کی جاتی ہے۔ آپ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے ہیں۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا ہے اور وضو کے لیے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس موقع پر بھی آپ نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ کسی کے لیے بُرا نہ چاہو، معاف کرو اور درگزر سے کام لو۔ شاید یہ نہیں تو ان کی اولاد انسانی فلاح کے لیے کچھ کرے۔ لہٰذا اس موقع پر بھی جب آپ کے ہاتھ اُٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی کے لیے ــــ اے اللہ جب تو مجھ سے ناخوش نہیں تو مجھے ان تکالیف کی کوئی پروا نہیں، کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے۔ بس تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں لوگوں کی تباہی کے لیے کیوں دعا کروں، اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لائے تو کیا ہوا، اُمید ہے کہ اُن کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی۔ اور تاریخ نے یہ بات ثابت بھی کر دی کہ فاتح سندھ محمد بن قاسم طائف ہی کے قبیلہ کے ایک فرد تھے۔

حکومت اور معلمِ اخلاق

آج ہم میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ بات ہوتی ہے کہ کیا کریں، حکومت ہی ایسی ہے۔ اس سلسلے میں معلمِ اخلاق نے ہمیں یہ درس دیا کہ حکومت کیا ہے، تم خود

حکومت ہو، تم میں اگر ہر ایک اپنی ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دے تو حکومت خود بخود بہتر کارکردگی کی شکل میں نظر آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے، اور ہر ایک سے اُس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ہر آدمی اپنے گھر کا راعی ہے اور گھر والے اُس کی رعایا ہیں، ہر ملازم اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور یہ مال و اسباب اس کی رعایا ہے اور ہر راعی سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

حرفِ آخر

پیغمبرِ اسلام نے بحیثیتِ معلمِ اخلاق ان لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا جو انہیں بچپن سے جانتے تھے۔ وہ کبھی آپ کے اخلاق پر کوئی انگلی نہ اُٹھا سکے، حالانکہ آپ کے مشن کو ناکامیاب بنانے کے لیے انہوں نے اپنے مال، اپنی اولاد اور جانیں تک گنوا دیں۔ اس کے باوجود کسی نہ کسی انداز میں آپ کی تعلیمات اور اخلاق کریمانہ کی تصدیق کرتے رہے۔

ایک روز قریش کے بڑے بڑے رؤسا جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ کے متعلق اظہار خیال ہو رہا تھا۔ نضر بن حارث جو قریش میں سب سے زیادہ جہاندیدہ شخص تھا کہنے لگا۔ اے قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تم اس کی کوئی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا، وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، صادق القول اور امین تھا۔ اب جب کہ اس کے بالوں میں سفیدی آگئی ہے اور تمہارے سامنے یہ باتیں کیں تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے۔ خدا کی قسم میں نے اُس کی باتیں سُنی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ تم پر تو کوئی نئی مصیبت ہی آئی ہے۔

معلمِ اخلاق کی اطاعت

پیغمبرِ اسلام نے جہاں معلمِ اخلاق کی حیثیت سے ہمیں ایک ضابطہ اخلاق عملی صورت میں پیش کیا، وہاں یہ بھی فرما دیا کہ ___ مجھے اس ذاتِ اقدس کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ جانے[۱۱] اور یہ حقیقت ہے کہ کسی کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اُس پر یقین کامل ہو جائے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل کر کے انسان کامیابی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ معلمِ اخلاق کی اس حیثیت کی اللہ نے

(باقی بر صفحہ ۲۸)